عبدالرشید عراقی

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقیؒ

بسلسلہ محدثین کرام کی علمی خدمات

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی خراسان کے شہر بیہق میں ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔[1] ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے علمائے کرام سے حاصل کی۔ بعدازاں تحصیلِ علم کے لیے عراق اور حجاز کے اہم شہروں بغداد، کوفہ اور مکہ معظمہ کا سفر کیا، اور ہر جگہ وہاں کے اساطینِ فن سے استفادہ کیا۔[2]

امام ابوبکر بیہقی کے حفظ، ضبط، عدالت و ثقاہت اور اتقان پر ائمہ فن کا اتفاق ہے۔ اربابِ سیر نے ان کو ثقہ اور قابلِ اعتماد لکھا ہے۔ اور 'الحافظ الکبیر' کے لقب سے موسوم کیا ہے۔[3] حفظ و ضبط کی طرح معرفتِ حدیث میں عدیم المثال تھے۔ احادیث کے علل و اسقام کی تمیز میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے۔ حدیث اور اس کے متعلقات میں اس درجہ عبور ہونے کی بنا پر ان کا شمار نامور محدثین میں ہوتا ہے — علامہ ابنِ عساکر (م ۵۷۱ھ) نے ان کو شیخ السنۃ اور علامہ ابن العماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) نے ان کو شیخِ خراسان کے لقب سے یاد کیا ہے۔[4]

امام بیہقی کی شہرت و مقبولیت ان کے حدیث میں مہارت تامہ کی وجہ سے ہوئی۔ مؤرخ ابنِ خلکان (م ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں:

غلب علیہ علم الحدیث واشتھر بہ[5]

"ان پر علمِ حدیث خاص طور سے غالب تھا۔ اور اس میں انہیں نمایاں شہرت حاصل ہوئی۔"

حدیث کے علاوہ فقہ اور اصول فقہ میں بھی امام بیہقی مہارت تامہ رکھتے

تھے اور اس میں ان کو مکمل عبور حاصل تھا۔ علاّمہ ابنِ عساکر (م ۵۷۱ھ) لکھتے ہیں کہ:

"امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے اپنی کتابوں میں علمِ حدیث و فقہ دونوں کے مسائل و معلومات جمع کیے ہیں۔ اسی کے ساتھ عللِ حدیث، صحیح و سقیم روایات کی نشاندہی، احادیث کے درمیان جمع و تطبیق کے وجوہ اور فقہ و اصول وغیرہ مختلف النوع مباحث بیان کیے ہیں"[۶]

علاّمہ ابنِ خلکان (م ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں کہ:

"امام بیہقی علوم و فنون میں اپنے زمانہ اور اپنے معاصرین میں یکتا اور بے نظیر تھے"[۷]

امام بیہقی کی فنی مباحث میں غیر معمولی تحقیق و تدقیق کا اعتراف کیا گیا ہے۔ محی السنۃ مولانا سیّد نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

تحقیقات در علوم بسیار دارد و در مباحثہ و مناظرہ غایت انصاف مرعی میداشت[۸]

(علوم میں بڑی تحقیق سے کام لیتے تھے اور مباحثہ و مناظرہ میں انصاف کو پوری طرح ملحوظ رکھتے تھے۔)

امام بیہقی شافعی المذہب تھے۔ ان کو اس مذہب سے غیر معمولی شغف تھا۔ اور اس مذہب کی نشر و اشاعت میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ان کی ذات سے شافعی مذہب کو بڑا فائدہ پہنچا۔ علامہ ابن سبکی (م ۷۷۱ھ) لکھتے ہیں:

"کوئی شافعی المذہب ان کی تصنیفات سے بے نیاز نہیں رہ سکتا"[۹]

حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت اور اتقان کی طرح زہد و ورع اور عفت و قناعت بھی ان کی سیرت کا اہم جوہر تھے۔ علامہ ابنِ عساکر (م ۵۷۱ھ) لکھتے ہیں:

کان البیہقی علی سیرۃ العلماء قانعًا من الدنیا بالیسیر متجملاً فی زھدہ و ورعہ و بقی کذا لك

الی ان توفی[۱۰]

(امام بیہقی علمائے سلف کی طرح غیر معمولی اور تھوڑی چیز پر قانع اور زہد و ورع میں ممتاز تھے۔ وفات تک ان کا یہی حال تھا۔)

امام بیہقی نے ۷۴ سال کی عمر میں شنبہ ۱۰ جمادی الاولی ۴۵۸ھ کو نیشاپور میں انتقال کیا۔ اور اپنے آبائی گاؤں بیہق میں دفن ہوئے[۱۱]

تصنیفات

امام بیہقی صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے۔ ان کی تمام تصنیفات عمدہ اور جامع ہیں۔ علمائے کرام نے ان کی تصنیفات کی تعریف کی ہے۔ حافظ ابنِ کثیر (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ:

"امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کی کتابوں کو مختلف شہروں میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ وہ اپنے زمانہ کے لوگوں میں تصنیف و تالیف میں یکتا تھے۔ ان کی چھوٹی بڑی تمام کتابیں بے نظیر اور مفید ہیں۔"[۱۲]

شعب الایمان: اس کا پورا نام 'الجامع المصنّف فی شعب الایمان' ہے، اس میں امام صاحب نے صحیحین کی مشہور حدیث ـــ "الایمانُ بِضعٌ وَ سَبعُونَ شُعبَۃً" کے مطابق ایمان کی ۷۷ شاخوں کی تفصیل و تشریح کی ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔

کتاب معرفۃ السّنن والآثار: یہ امام صاحب کی مشہور کتاب ہے۔ اس کا موضوع احکام و مسائل ہے۔ اس کتاب کے شروع میں امام صاحب نے حدیث و سُنّت کی اہمیت، روایتِ اسناد میں احتیاط اور بعض ضروری فنّی مباحث: اجماع، اجتہاد، قیاس، عام و خاص، امر و نہی، دلیلِ خطاب اور ناسخ و منسوخ وغیرہ پر علمی تحقیقی بحث کی ہے اور اس کے ساتھ امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کے حالات و کمالات اور اجتہادی مرتبہ پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

کتاب السنن : اس کتاب کا نام سنن کبریٰ بھی ہے۔ یہ امام صاحب کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔ صحاحِ ستّہ کے بعد جن کتابوں کو غیر معمولی شہرت اور بقائے دوام حاصل ہُوا، ان میں یہ بھی شامل ہے۔ اس کے بارے میں حافظ ابنِ صلاح (م ۶۴۳ھ) لکھتے ہیں :

" ماتم کتاب فی السنۃ اجمع للادلۃ من کتاب السنن الکبریٰ للبیہقی کانہ لم یترك فی سائر اقطار الارض حدیثا الاقد وضعہ فی کتابہ " [۱۳]

(دلائل کے لحاظ سے بیہقی کی سنن کبریٰ سے زیادہ جامع اور مکمل تصنیف حدیث و سنّت کے ذخیرہ میں موجود نہیں۔ گویا امام صاحب نے تمام حدیثوں کو چھان بین کر کے اس میں جمع کر دیا ہے۔)

مولانا ضیاء الدین اصلاحی رفیق دار المصنفین اعظم گڑھ لکھتے ہیں کہ :

" امام بیہقی کی سننِ کبریٰ مسائل و معلومات کا گنجینہ ہے۔ اس کے ابواب و تراجم فقہی مسائل ہی کے لحاظ سے قائم کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک ایک حدیث سے مختلف مسائل کو مستنبط اور متعدد ابواب کی تفریع کی گئی ہے۔ اس میں امام بیہقی کے فقہی کمال اور اجتہادی مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ صحابہ و تابعین کے آثار اور ائمہ مابعد کے اقوال و مسالک بھی جمع کیے گئے ہیں — اور ضعیف و قوی اور مرجوح و راجح اقوال میں محاکمہ کیا گیا ہے۔ امام شافعی کے قدیم و جدید اقوال، شوافع کے اصولِ مذاہب اور دلائل خصوصیت سے ذکر کیے گئے ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب لکھ کر انہوں نے امام شافعی پر احسان کیا ہے۔ اس میں ان کی یہ خصوصیت بھی قابلِ ذکر معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے مختلف فیہ امور و مسائل کے متعلق صرف اپنے فقہی مسلک کی مؤید روایات و احادیث نقل کرنے پر اکتفا نہیں کیا ہے، بلکہ دوسرے مذہب کی مؤید حدیثوں کو بھی بیان کیا ہے۔ " [۱۴]

(باقی صہ ۶۳ پر)